غیبت اور چغل خوری سے پرہیز

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ جنوری ۱۹۸۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات قرآنیہ تلاوت فرمائیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۳ (الحجرات:۱۳)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۷ (بنی اسرائیل:۳۷)

پھر فرمایا:

خطبہ سے میں پہلے یہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی ایک صاحب صفوں کو پھلانگتے ہوئے آگے تک پہنچے جو ممنوع ہے، آنحضرت ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا ہے۔ سوائے اس کے کہ آگے جگہ خالی ہو اور بیچ میں سے بھی جگہیں خالی ہوں اور ان خالی جگہوں سے گزر کر انسان اگلی صف کو پورا کرے۔ جو پیچھے آنے والوں کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ آگے آنے والوں کو تکلیف دیں اور ان کے کندھوں پر سے گزرتے ہوئے اور ٹھوکریں مارتے ہوئے آگے آئیں لیکن جو دوسرا پہلو ہے وہ اور بھی زیادہ قابل فکر ہے کہ منتظمین نے کوئی ایسا انتظام نہیں کیا ہوا کہ اگر کوئی ایسی حرکت کرے تو بیچ میں بیٹھے

ہوئے خدام جن کو معلوم ہو کہ ہمارا یہ کام ہے یا انصار بغیر آواز کے بغیر بولے ان کو روک دیں اور یہ بہت اہم بات ہے۔ایک منظّم جماعت کے لئے ہمیشہ مستعد رہنا چاہئے اور اس قسم کی چھوٹی چھوٹی خامیوں کی طرف توجہ رکھنی چاہئے۔

گزشتہ خطبے میں میں نے اللہ تعالیٰ کے صفات **عفو** اور **ستار** سے متعلق بیان کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ صفات باری تعالیٰ کا نظام بہت ہی گہرا اور مربوط نظام ہے اور ہر صفت ایک دوسری صفت سے ملتی ہے اور رفتہ رفتہ ایک صفت دوسری صفت میں تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے اور صفت کے ہر کنارے پر ایک اور صفت باری کا تعلق موجود رہتا ہے۔اس کے برعکس ان صفات کے فقدان سے بعض بدیاں پیدا ہوتی ہیں اور جس طرح صفات حسنہ کا آپس میں تعلق ہے اسی طرح ان صفات سیّئہ کا بھی آپس میں تعلق ہے۔صفات باری تعالیٰ اگر کسی جگہ کو چھوڑ دیں تو وہاں ایک خلا پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ خلا بدیوں سے بھرا جاتا ہے جس طرح روشنی کے فقدان سے تاریکی وہاں پیدا ہو جاتی ہے۔تو اس لئے اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے الٰہی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ صفات باری تعالیٰ کی طرف بہت گہری توجہ دیں۔وہی صفات جب انسان کے سانچوں میں ڈھلتی ہیں تو اخلاق حسنہ بن جاتی ہیں اور جب وہ انسان ان سے محروم رہنا شروع ہو جاتا ہے تو اخلاق سیّئہ ہو جاتے ہیں۔اس موقعے پر میں نے عفو اور ستّاری کے برعکس جو صفات سیّئہ ہیں ان کو آج کے خطبہ کے لئے موضوع بنایا ہے۔

عفو کا مطلب معاف کرنا بھی ہے لیکن اس کے اصل معنی ہیں ایک چیز کو کلیتہً نظر انداز کر دینا گویا وہ تھی ہی نہیں کوئی۔کوئی گویا اس کا وجود ہی نہیں تھا۔چنانچہ آنحضرت ﷺ نے جو عفو کے معنی فرمائے ہیں ان میں یہی مفہوم ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو حیا دار قرار دیا ہے، بے حد حیا کرنے والا، وہ گناہ کرتے ہوئے بندوں پر نظر رکھتے ہوئے بھی ایسا سلوک فرماتا ہے جیسے اس نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔اس نظر کی حیا کا نام دراصل عفو ہے اور ایسے شخص کو **عَفُوّ** کہتے ہیں۔جس شخص میں عفو نہیں ہوتا وہ اس میں دو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جس طرح عفو کے نتیجہ میں ستاری پیدا ہوتی ہے جو خود کسی بندے سے عفو کا سلوک کرے اس کی فطرت کے خلاف ہے کہ وہ اس کی بدیاں لوگوں تک پہنچائے، وہ تو اتنا شرماتا ہے کہ اپنے تک بھی وہ بدیاں نہیں پہنچنے دیتا، علم سے خود شرما جاتا ہے، کیسے ممکن ہے کہ وہ دوسروں تک ان بدیوں کو پہنچائے۔

تو عفو کے نتیجہ میں ستاری پیدا ہوتی ہے اور عفو کے فقدان کے نتیجہ میں دو بدیاں پیدا ہوتی ہیں براہ راست، ایک ستاری کے فقدان کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ عفو اگر نہ ہو تو سب سے پہلے ظن اس کی جگہ لے لیتا ہے یعنی جو برائیاں نظر نہیں آ رہیں ان میں بھی انسان ظن شروع کر دیتا ہے کہ یہ بھی ہو۔ چونکہ برائی دیکھنے کا شوق ہوتا ہے، چسکا ہوتا ہے، لطف آتا ہے کسی کی بدیاں دیکھنے کا تو جب وہ بدیاں نظر نہیں آتیں تو عادت جو گندی پڑ چکی ہے، یہ چسکا تو پورا کرنا ہے پھر وہ ظن کے ذریعہ پورا کیا جاتا ہے کہ ہاں یہ نظر تو نہیں آئی لیکن ہوگی ضرور اس کے پیچھے ضرور کوئی خرابی موجود ہے جو مجھے نظر نہیں آئی، اور ظن پھر جنم دیتا ہے تجسس کو۔ آگے بڑھ کر انسان کہتا ہے اچھا نظر نہیں آئی، ہوگی تو ضرور تو کیوں نہ میں تلاش کروں، کھوج نکالوں اور ایسے لوگ دوسروں کی بدیاں تلاش کرنے میں اپنی عمریں عزیز ضائع کر دیتے ہیں اور دوسرے پہلو پر چونکہ ستاری نہیں رہتی، عفو نہ ہو تو ستاری ہو ہی نہیں سکتی۔ ستاری نہ ہونے کے نتیجہ میں پھر یہ بدیوں کو دوسری جگہ پہنچاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بھی پھر دو بدیاں آگے پیدا ہوتی ہیں، ایک غیبت کی اور ایک چغل خوری کی۔

غیبت کہتے ہیں ایسی بات کو جو کسی کے غیبت میں کی جائے یعنی غائبانہ طور پر کسی کے متعلق کہی جائے اور وہ بات ایسی ہو کہ اس سے دوسرے کو دکھ پہنچے۔ اگر وہ سن لے تو اس کو تکلیف پہنچے۔ آنحضرت ﷺ نے جو غیبت کی تعریف فرمائی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیبت اس بات کو نہیں کہا جاتا کہ اس کے متعلق جھوٹی بات کہیں غیبت اس بات کو کہا جاتا ہے کہ سچی بات کہیں لیکن وہ بات ایسی ہو کہ جس کے نتیجہ میں اسے دکھ پہنچتا ہو۔ اگر غائبانہ کی جائے تو اس کا نام غیبت ہے اگر موجودگی میں کی جائے تو اس کا نام دل آزاری ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الغیبة) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ غیبت کرنا تو برا ہے یعنی غائبانہ بات نہیں کرنی چاہئے۔ جب ان سے پوچھا جائے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ میں تو اس کے منہ پر بھی کر سکتا ہوں تو فرمایا ایک اور بدی کرو گے۔ پہلے تو غیبت کر رہے تھے اب دل آزاری بھی کرو گے۔

تو غیبت کا یہ مفہوم بہر حال نہیں ہے کہ غائبانہ تو نہ کی جائے لیکن سامنے کی جائے۔ جب دکھ سے بچانا مقصود ہے سوسائٹی کو تو لازماً غائب کی بات ہو یا حاضر کی بات ہو دونوں ناجائز ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے اتنی تفصیلی تعلیم دی ہے کہ بدیوں کا (اثر) جہاں جہاں پہنچتا ہے

وہاں وہاں آنحضور ﷺ کی نظر پہنچی یا یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی توجہ اس طرف مبذول فرمائی اور آپؐ نے اس کے متعلق نصیحت فرمائی۔ چنانچہ غیبت کے نتیجے میں ایک اور برائی پیدا ہوتی ہے وہ دکھ پہنچانے کا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے یعنی چغل خوری، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غیبت تو منع ہے ہی لیکن اگر کوئی کسی کو غیبت کرتے ہوئے سنے اور وہ اس بات کو اس شخص تک پہنچادے جس سے متعلق کہی گئی تھی تو اس چغلخور کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی کسی کی طرف تیر پھینکے اور تیر نشانے پر نہ لگے اور وہ اس کے قدموں میں جا گرے اور کوئی شخص اس کے قدموں سے تیر اٹھا کر اس کے سینے میں گھونپ دے کہ میں نے اس کا مقصد پورا کر دیا ہے۔

تو چونکہ دل آزاری منع ہے، بنیادی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ دل آزاری منع ہے، کسی کو دکھ دینا منع ہے، کسی کے گناہوں پر نظر رکھنا منع ہے، گناہوں سے حیا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اس لئے وہ تعلیم سب جگہ جاری و ساری نظر آتی ہے ہر جگہ وہ اثر پذیر نظر آتی ہے اور جہاں جہاں اس کا فقدان ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں بدیاں پھوٹتی ہیں اور بدیوں میں بھی اسی طرح شاخیں در شاخیں برائیاں آگے پھوٹتی چلی جاتی ہیں۔

یہ اتنی اہم چیز ہے کہ اکثر دنیا کے فساد خصوصاً خاندانی فساد اسی کے نتیجہ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اتنا دکھ پہنچایا ہے ہمارے معاشرے کو اس گندی عادت نے اور یہ گندی عادت ایسی گہری انسانی مزاج میں داخل ہو چکی ہے کہ صرف ہندوستان اور پاکستان کا سوال نہیں تمام دنیا میں یہ گندی عادت موجود ہے اور ہر جگہ معاشرہ کو اس نے تباہ کر رکھا ہے۔ باہر کی دنیا جو مصروف ہو چکی ہے، جو اقتصادی لحاظ سے آگے بڑھ گئی ہے، جن کے پاس وقت نہیں رہا، ان کو بھی جب وقت ملتا ہے تو وہ چغلی ضرور کرتے ہیں، غیبت ضرور کرتے ہیں اور خصوصاً عورتوں میں یہ مرض بہت ہی زیادہ ہے اس لئے یہ ایک عالمی بیماری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عالمی طور پر اللہ کی صفت عفو کو دھتکار دیا گیا ہے، اس سے غفلت کی گئی ہے، اس سے اجنبیت برتی جا رہی ہے اور جب صفت عفو سے نفرت کی جائے گی اس کو دھتکارا جائے گا تو جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ میں بیان کیا تھا اللہ تعالیٰ کا عفو اسی حد تک بندوں سے کم ہو جائے گا کیونکہ جو لوگ عفو نہیں کرتے وہ عفو کے سلوک کے حقدار نہیں رہتے، جو لوگ ستاری نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کی صفت ستاری کے حقدار نہیں رہتے اس کی رحمت اور اس کی تجلی کے حقدار نہیں رہتے۔

تو ساری دنیا میں دو طرح سے ان دو گندی صفات نے مصیبت ڈالی ہوئی ہے، آفت ڈھائی ہوئی ہے دنیا کے ساتھ۔ ایک براہ راست یہ بیماریاں معاشرہ کو قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا کر رہی ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ معاشرہ خالی ہو جاتا ہے، اس کے عفو اور اس کی ستاری سے یہ معاشرہ خالی ہو جاتا ہے اور انسان کی غلطیوں کے نتیجہ میں جو خدا رحمت کا سلوک فرماتا ہے اور اس کی تقدیر خاص اس کو مصائب سے بچاتی ہے، وہ تقدیر خاص عمل کرنا چھوڑ دیتی ہے اس لئے بہت ہی اہمیت دینی چاہئے جماعت کو ان باتوں کی طرف۔

آنحضرت ﷺ نے جو غیبت سے متعلق تعلیم دی اور اس سے ملتی جلتی برائیوں سے متعلق چند احادیث کا میں نے انتخاب کیا ہے تا کہ حضور اکرم ﷺ کے مبارک الفاظ میں ہی جماعت کو نصیحت کروں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ جانتے ہو غیبت کیا ہوتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا ''تو اپنے بھائی کا اس انداز میں ذکر کرے جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا کہ حضورؐ کا کیا خیال ہے کہ اگر وہ بات جو میں نے کہی ہے میرے بھائی میں پائی جاتی ہو۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے تیرے بھائی میں موجود ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی ہے اگر موجود نہیں ہے تو تُو نے اس پر بہتان باندھا ہے''۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الغیبۃ)

اس لئے بہتان اور غیبت کا فرق ملحوظ رکھیں ہمیشہ۔ غیبت جھوٹی بات کو نہیں کہتے۔ غیبت سچی بات کو کہتے ہیں لیکن وہ سچی بات جو دکھ دینے والی ہو۔ اس ضمن میں بسا اوقات آپس کی بحث کے دوران آپ یہ فقرہ بھی سنیں گے دو لڑنے والوں کے درمیان کہ میں جھوٹ بولوں! میں نے جو سچی بات ہے وہ منہ پر کہہ دی ہے، میری عادت ہے میں بڑا صاف گو ہوں اور سچی بات منہ پہ مارتا ہوں۔ ایسے ''صاف گو'' پر خدا تعالیٰ کے رسول ﷺ نے لعنت ڈالی ہوئی ہے اور فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب اس کو پکڑ لے گا اور بڑی سخت تحذیر فرمائی ہے بڑی سخت اس کے متعلق انذار کی پیشگوئی کی ہے اور نقشہ کھینچا ہے کہ ایسے ''صاف گو'' لوگوں سے قیامت کے دن کیا سلوک ہوگا۔ تو سچ کا یہ مطلب یہ تصور بالکل جھوٹا اور باطل اور جاہلانہ تصور ہے کہ جو بات دکھ پہنچانے والی ہو وہ کسی کے منہ پر ماری

جائے۔ ایسے صاف گولوگ خدا کو بالکل پسند نہیں ہیں اس لئے جماعت احمدیہ میں ایسے صاف گولوگ ہمیں نہیں چاہئیں۔ ہمیں تو ویسے صاف گولوگ چاہیں جیسے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تھے، ان سے زیادہ صاف گوکون ہوسکتا ہے لیکن آپؐ دکھوں کی باتیں لوگوں تک پہنچانے سے احتراز فرماتے تھے اور اس سے منع فرمایا کرتے تھے اور دکھوں کی باتیں لوگوں کے متعلق کرنے سے احتراز فرماتے تھے اور ان سے منع فرماتے تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تو نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر موجود نہیں تو تُو نے اس پر بہتان باندھا ہے یہ مسلم کی حدیث ہے۔

الترغیب والترھیب میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد درج ہے کہ ”جس کے پاس اس کے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کا دفاع کر کے اس کی مدد نہ کرے حالانکہ وہ اس کی مدد کر سکتا تھا تو اس کا گناہ دنیا اور آخرت میں اسے بھی پہنچے گا“۔ (الترغیب والترھیب جلد ۳ صفحہ ۳۳۴، مسند الحارث زوائد الھیثمی جلد ۲ صفحہ ۷۶۴)

بعض لوگ کہتے ہیں جی ہم نے تو صرف سنی ہے غیبت، ہم نے تو حصہ نہیں لیا خود کسی کے خلاف برائی نہیں کی۔ ان کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بھی گناہ سے حصہ پالیا۔ اگر تم سنتے ہو اور منع نہیں کرتے اور برا نہیں مناتے یا اپنے بھائی کا دفاع نہیں کرتے تو ایسی صورت میں غیبت کے گناہ میں تم بھی حصہ دار ہو گئے۔ پھر سنن ابی داؤد میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ”جب مجھے معراج کے لئے لے جایا گیا تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے تھے“۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

یہاں تجسس کا بھی ذکر فرمادیا، کسی کے متعلق ایسی باتوں کی تلاش کرنا کہ وہ بے آبروئی کا موجب بنے اور پھر غیبت کر کے لوگوں تک پہنچانا یہ برائیاں اتنی خطرناک ہیں کہ ان کی سزا جو خدا تعالیٰ نے تجویز فرمائی وہ آنحضرت ﷺ کو معراج کے روز دکھائی گئی۔

مسند احمد بن حنبل ہی کی ایک اور حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو مگر دل میں ایمان داخل نہیں ہوا تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے عیوب

اور ان کی کمزوریوں کا پیچھا نہ کیا کرو، ان کی ٹوہ میں نہ لگے رہو کیونکہ جو شخص ان کی کمزوریوں کا پیچھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی کمزوری اور اس کے عیب کو اس طرح ظاہر فرمادے گا کہ اسے خود اس کے گھر ہی میں رسوا کر دے گا۔‘‘ (مسند احمد کتاب اول مسند البصریین حدیث ابی برزہ اسلمی)

اس مضمون کی ایک اور حدیث میں نے گزشتہ خطبہ میں بیان کی تھی اس میں جو زائد پر لطف بات ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ (الحجرات:۱۵)

کہ اے بدو لوگو! جو بظاہر ایمان لائے ہو کہتے ہو کہ ہم ایمان لائے تمہارے دلوں میں تو ایمان نے جھانک کر بھی نہیں دیکھا، داخل ہی نہیں ہوا، اس کی ایک تعریف، وہ کون لوگ ہیں جن کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا؟ ان کی تعریف آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ غیبت کرنے والے ہیں، ایسے لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں کی برائیوں کی تلاش میں رہتے ہیں، پھر ان لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ کتنی خطرناک بات ہے غیبت اس سے آپ اندازہ کریں۔ آنحضرت ﷺ تفسیر فرماتے ہیں قرآن کریم کی ایک آیت کی اور بتاتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا کہ ایمان ان کے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا ان کے اعمال کیسے ہوتے ہیں ان اعمال سے ان کو پہچان لو۔ وہ غیبت کرنے والے لوگ ہیں، وہ بھائی کی بدیوں کی تلاش میں رہنے والے اور ان کا تجسّس کرنے والے لوگ ہیں اور فرمایا کہ اس دنیا میں بھی ان کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے گا اور اس کی سزا دے گا۔

پھر آنحضور ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے کی ضد میں قیمتیں نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے برائی نہ بیان کرو، کسی کے سودے پر سودا نہ کرو، ایک دوسرے کے بھائی رہ کر اللہ کے بندے بنو، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے نہ اس کی توہین کرتا ہے۔ تقویٰ کا مقام دل ہے۔ آپؐ نے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا انسان

کے شر اور اس کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقارت سے دیکھے، ہر مسلمان پر حرام ہے کہ وہ کسی مسلمان کا خون بہائے یا اس کا مال ضائع کرے یا اس کی آبروریزی کرے۔(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوھا)

حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ غیبت اور چغل خوری ایمان کو اس طرح کاٹ چھانٹ دیتے ہیں جس طرح چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے درختوں کی شاخیں کاٹ کر ان کے سامنے ڈالتا ہے۔

آپ نے اگر ایسا درخت دیکھا ہوگا جس کو چرواہے نے کاٹ کر بھیڑ بکریوں کے سامنے ڈالا ہو تو اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کیا بیان فرما رہے ہیں۔ ایک دفعہ سندھ میں میں اپنی زمین کے دورہ پر گیا تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا یہ دیکھ کر کہ جو ارد گرد باڑوں کے طور پر درخت تھے وہ پہچانے نہیں جاتے تھے، شاخین بری طرح کٹی ہوئیں۔ عجیب بے رونقی کا عالم تھا، یوں لگتا تھا جیسے کوئی وبال پھر گیا ہے ان کے اوپر۔ میں نے مینجر سے پوچھا کہ ان درختوں کو یہ کیا ہوا، یہ تو لگتا ہے ان پر قیامت ٹوٹ گئی ہے اور فصلیں ٹھیک ٹھاک ہیں۔ تو اس نے بتایا کہ میں نے چرواہوں کے پاس ان کو اس شرط پر بیچا تھا کہ تنے باقی رہ جائیں اور سبزی ان کی اتار لیں تو سبزی کے ساتھ وہ ٹہنیاں بھی اتار کر لے گئے۔ اس طرح چرواہے کرتے ہیں درختوں کے ساتھ جب ان کو موقع مل جائے۔

تو آنحضرت ﷺ نے یہ نقشہ کھینچا کہ جو غیبت کرنے والے اور چغل خوری کرنے والے لوگ ہیں وہ اپنے ہی ایمانوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں اور پھر اس کی تفصیل ایک اور جگہ اس طرح بیان فرمائی کہ انسان اپنے اعمال نامہ کو قیامت کے دن کھلا ہوا لائے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب میری فلاں فلاں نیکیاں کہاں گئیں! وہ بھی تو میں نے کی تھیں۔ جس طرح آپ اپنا بہی کھاتہ دیکھتے ہیں، چیک کرتے ہیں۔ جو اس کو کھاتہ ملے گا اعمال کا وہ اس میں اپنی بہت سے خوبیاں، بہت سی نیکیاں درج شدہ نہیں پائے گا تو اپنے رب سے عرض کرے گا یا اللہ! مجھے تو یاد ہے میں نے یہ بھی کیا تھا وہ بھی کیا تھا ان کا تو کوئی ذکر نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا جواب دے گا وہ تو تیری طرف سے لوگوں کی غیبت کرنے کے نتیجہ میں مٹادی گئیں تھیں۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ ۵۹۰)

کیسی پیاری مثال دی ہے حضور اکرم ﷺ نے کہ جس طرح چرواہا درختوں کے ساتھ

سلوک کرتا ہے بھیڑ بکریوں کو ڈالنے کے لئے وہی غیبت کرنے والے اپنے ایمان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ ان میں سبزی اور رونق نہیں رہتی ، اگتی تو ہیں شاخیں لیکن وہ کاٹ کر پھینک دی جاتی ہیں، اسی طرح یہ لوگ اپنے ہاتھ سے اپنی نیکیوں کو تباہ کر لیتے ہیں۔

پھر حضرت ابن عباسؓ کی مشکوٰۃ میں یہ روایت درج ہے کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز ادا کی ۔ وہ دونوں روزہ دار تھے ۔ جب حضور ﷺ نماز ادا فرما چکے تو آپؐ نے ان دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا اپنا وضو دوبارہ کرو اور نماز پڑھو اور یہ روزہ بھی پورا کرو اور اس کے عوض ایک اور روزہ بھی رکھو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں؟ فرمایا تم نے فلاں کی غیبت کی ہے۔

اب جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ جو سلوک فرمائے گا وہ دنیا میں کس طرح رونما ہو رہا ہوتا ہے واقعہ، اس کا نقشہ آنحضرت ﷺ نے کھینچ دیا۔ احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اتنا مربوط مضمون ہے اور حدیث کی صحت کے لئے یہ اندرونی گواہی سب سے قوی گواہی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں ، ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے ہیں۔ ایک بڑا گہرا مضمون ہے نظم و ضبط کا اور کسی اور گواہی کی ضرورت نہیں۔ کلام نبویؐ پہچانا جاتا ہے اپنی شکل وصورت سے، اپنی اندرونی اور بیرونی خوبیوں سے ۔ تو دیکھئے کس طرح سارا مضمون ایک دوسرے کے ساتھ ملتا چلا جا رہا ہے۔

ایک موقع پر تو آنحضرت حضور اکرم ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی بری حرکت ہے ۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اکرم ﷺ یہ کیسے؟ یہ بات تو ہماری سمجھ میں نہیں آرہی تو آپؐ نے فرمایا آدمی زنا کرتا ہے تو پھر توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اسے بخش بھی دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو نہیں بخشا جب تک کہ وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۵۸۶)

یہ پہلو ہے جس پہلو سے غیبت زنا سے بھی بری بن جاتی ہے، انسان کا واسطہ صرف رب سے رہے تو اس کو کوئی خوف نہیں ہے اتنا۔ خوف ایک معنوں میں تو صرف اللہ ہی کا ہے لیکن وہ رحم کرنے والا اتنا بخشنے والا ہے کہ انسان اپنے رب سے رحم اور بخشش کی بہت زیادہ امید رکھ سکتا ہے بہ نسبت ایک انسان کے۔ بعض دفعہ بڑے ظالم لوگ ہوتے ہیں ان کے ہاتھ میں اگر بخشش کا معاملہ چلا

جائے تو وہ تو خون چوس جائیں اور کبھی بخشنے کے اوپر آمادہ نہ ہوں اس لئے ان معنوں میں وہ گناہ جن کے بخشنے کا معاملہ انسانوں کے ہاتھ میں چلا جائے وہ بہت برے گناہ ہیں ان گناہوں کے مقابل پر جن گناہوں کے بخشنے کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ بڑی کثرت سے غیبت کر بیٹھتے ہیں اور روز کرتے ہیں اور بطور چورن استعمال کیا جاتا ہے غیبت کو، ان کے لئے اب کفارہ کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس موضوع پر کیا روشنی ڈالی ہے، تو آنحضور ﷺ فرماتے ہیں، یہ مشکوٰۃ المصابیح سے حدیث لی گئی ہے اور انہوں نے بیہقی سے لی ہے آگے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس شخص کے لئے بخشش طلب کرے جس کی تو نے غیبت کی ہے اور اس کے لئے دعا مانگتا رہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ.

باقی عمراً اگر غیبت کے بداثرات سے بچنا ہے تو پھر اس کے لئے دعا کی طرف متوجہ ہوں اور یہ ایک بہت ہی عمدہ ذریعہ اصلاح ہے یعنی صرف کفارہ ہی نہیں بلکہ غیبت سے بچنے کی ایک بہت ہی پیاری ترکیب ہے ورنہ جس کو غیبت کا چسکا پڑ چکا ہو اس کا اس برائی سے باز رہنا بہت ہی مشکل کام ہے لیکن جس شخص کی آپ غیبت کرتے ہیں زیادہ اس کے لئے اگر دعا شروع کر دیں اور بطور کفارہ کے دعا شروع کر دیں تو وہ دعا آپ کی اندرونی کیفیت کو بدل دے گی، یہ ممکن ہی نہیں رہے گا آپ کے لئے فطرتاً کہ ایک طرف آپ اس کے لئے دعا کر رہے ہوں اپنی بخشش کی خاطر اور دوسری طرف اس کی غیبت بھی کر رہے ہوں۔ تو ایک بہت ہی پاکیزہ ترکیب ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمائی۔ کفارہ بھی ہے اور برائیوں سے بچنے کا ایک علاج بھی ہے۔

آخر پر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں حضورؑ فرماتے ہیں:

> ”غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔ آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں لیکن اس سے بچنا چاہئے“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ: ۲۹)

وہ آیت جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا خود ترجمہ فرمایا ہے میں وہ ترجمہ پڑھ کر سنادوں ، میں نے جو آیت تلاوت کی تھی وہ یہ تھی یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اس آیت کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الفاظ میں یہ ہے:

”بدگمانی کی باتیں مت کرو اور نہ عیبوں کو کرید کرید کر پوچھو، ایک دوسرے کا گلہ مت کرو، کسی کی نسبت وہ بہتان یا الزام مت لگاؤ جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں اور یادرکھو کہ ہر ایک عضو سے مواخذہ ہوگا اور کان، آنکھ دل ہر ایک سے پوچھا جائے گا“۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ: ۳۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

”دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے؟ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنا کیا فائدہ؟ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص بڑا گنہگار ہوگا، خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہو جا یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تو نے فلاں گناہ کیا، فلاں گناہ کیا لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے ہوئے ہیں خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا آج کے دن میں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت ہی ثواب ملے گا۔ یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائے گا کہ اے خدا! میں نے تو یہ گناہ بھی کیے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سن کر ہنسے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہو گیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے۔ پھر اسے حکم دے گا کہ جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے تیری طبیعت

چاہے داخل ہو جا۔ تو کیا خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے یا اس کے دل میں کیا ہے اس لئے غیبت کرنے سے بکلی پرہیز کرنا چاہئے‘‘۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۱)

یہ جو حدیث ہے اس سے پہلے ایک اور روایت بھی آئی ہے مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے اور وہاں بھی آنحضرت ﷺ نے اس کا تعلق ستاری سے قائم کیا تھا، فرمایا تھا جو شخص دنیا میں ستاری سے پیش آتا ہے اور لوگوں کے گناہوں کا ذکر نہیں کرتا دوسروں سے اور پردہ پوشی سے کام لیتا ہے اس کے ساتھ خدا یہ سلوک فرمائے گا۔

ایک اور حدیث میں یہی مضمون ایک اور طریق پر بیان ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ مضمون پیش نظر رکھا اور آخر پر غیبت کا مضمون اس سے باندھا ہے بڑے عجیب طریق پر۔ آپؑ کا منشاء مبارک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دلوں سے اپنا ایک تعلق اور ایک سلوک ہے اور وہ دلوں کی اندرونی کیفیات کو جانتا ہے، تمہیں بسا اوقات ایک انسان کے گناہ تو نظر آجاتے ہیں لیکن تمہیں یہ پتہ نہیں کہ وہ گناہگار آدمی اپنے دل میں کیا کیا محبتیں اپنے رب سے رکھتا ہے اور کیا کیا عاجزی کرتا ہے اور کس کس طرح پیار سے اس کی رحمت کے قدم چومتا ہے اور عرض کرتا رہتا ہے کہ اے خدا! مجھ سے عفو کا سلوک فرما۔ تو دلوں کے مالک تم نہیں ہو دلوں کا مالک رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ہے جو عفو ہے جو ستار ہے جو غفور ہے جو رحیم ہے۔ وہ بعض دفعہ ایسے گناہ گار لوگوں کے دلوں پر نظر رکھتے ہوئے، ان کی بعض مخفی خوبیوں پر نگاہ کرتے ہوئے یہ فیصلہ بھی فرمالیتا ہے کہ ان کی نیکیوں ہی کا نہیں ان کی بدیوں کا بھی میں اجر دوں گا اور اچھا اجر دوں گا اور تم اپنی بدبختی میں اس کے متعلق بری باتیں کہتے رہتے ہو، برے برے لفظ بولتے رہتے ہو، اس کے متعلق دل آزاری کی کوشش کرتے رہتے ہو۔ تو جس دل پر خدا کی ایسی پیار کی نظر بھی پڑسکتی ہے کیوں تم گناہ میں ملوث ہو کر اس دل کے متعلق بری باتیں کہتے ہو۔ یہ ہے معرفت کا نکتہ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا۔ اگرچہ بظاہر یہ بے جوڑ بات نظر آتی ہے جو سرسری نظر سے اس بات کو دیکھے کہ اس مضمون کا غیبت سے کیا تعلق ہے۔

اس لئے جماعت احمدیہ کو ان باریک باتوں پر نظر رکھنی چاہئے جو خوف سے ڈرنے والے

لوگ ہیں ان کے لئے وہ حدیث کافی ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں سے کیا سلوک ہوگا اور جو نرمی اور محبت اور پیار سے ماننے والے لوگ ہیں وہ ان باتوں پر نگاہ کریں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بھوکے اور اس کے فقیر ہیں اور کوئی انسان نہیں ہے بڑے سے بڑے اعمال والا بھی جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مستغنی ہو سکے، اس کی بخشش سے مستغنی ہو سکے اس لئے ان باتوں پر نظر کر کے ہی ان بدیوں سے باز رہنے کی کوشش کریں، ان کو چھوٹا نہ سمجھیں، عہد بیعت میں بھی یہ بات داخل ہے کہ میں غیبت نہیں کروں گا، میں بدظنی نہیں کروں گا لیکن کچھ ایسا چسکا ہے، ایسی مصیبت ہے اور یہ بیماری کہ گھر گھر میں، سینے سینے میں داخل ہوئی ہوئی ہے اور اتنی عادت ہے خصوصاً عورتوں میں کہ وہ برداشت نہیں ہوتا ان سے کہ کسی کی بڑائی دیکھیں یا سنیں اور وہ آگے نہ پہنچائیں۔ دیکھ کر پہنچانا بھی بہت بری بات ہے لیکن سن کر پہنچانا تو اِفک بھی بن جاتا ہے اور غیبت بھی بن جاتی ہے اور پھر چسکے پورے کرنے کے لئے وہ ظن بھی کرتی ہیں اور من گھڑت باتیں بنا کر بہتان میں بھی داخل ہو جاتی ہیں اور یہ بیماری مردوں میں بھی آتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے معاشرے کا بہت برا حال ہے۔

اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قرآن کریم سے ثابت ہے کہ یہ بیماریاں قومی شکلیں بھی اختیار کریں گی اور جب یہ قومی شکلیں اختیار کر جائیں گی اور قوموں کے تعلقات میں داخل ہو جائیں گی تو پھر انسان کی ہلاکت کا سامان کیا جائے گا اور تمام دنیا میں نہایت ہی ہولناک آلات کے ساتھ جنگ لڑی جائے گی جو خوفناک آگ کی شکل میں دنیا پر لپکے گی اور دنیا کو تباہ و برباد کر دے گی اور اس بدانجام کا تعلق اللہ تعالیٰ نے غیبت اور چغل خوری اور دل آزاری کے ساتھ رکھ دیا ہے۔ (الھمز ہ) تو اس لئے کوئی معمولی بات نہ اس کو سمجھیں کہ کیا فرق پڑتا ہے ذرا سا لطف اٹھا لیا۔ چند باتیں کسی کے متعلق کہہ کر، یہ انفرادی بیماریاں قومی بن جاتی ہیں، معاشرتی بن جاتی ہیں پھر آگے پھیل کر بین الاقوامی تعلقات میں داخل ہو جاتی ہیں جیسا کہ اب ہو چکی ہیں اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر وہ ایٹم بم ایجاد ہوگا جس کے متعلق قرآن کریم میں ایک پوری سورۃ موجود ہے مختصر لیکن بڑی تفصیل سے اس کا ذکر کرنے والی۔

اس لئے آپ کو بہت ہی مضبوط ارادے کے ساتھ اور قوی فیصلے کے ساتھ ان بدیوں کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔ شروع میں بہت تکلیف ہوگی کیونکہ عادت گندی سے گندی چیز کی بھی ہو تو

جب وہ پوری نہ ہو تو انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ آپ حیران ہوتے ہیں کہ افیمیوں کو کیا ہو گیا ہے، کیا بیہودہ سی چیز ہے کڑوی، گندی، مکروہ سی چیز اور عادتیں اس کے نتیجہ میں بگڑنے والی لیکن مرتے جاتے ہیں افیم کے بغیر۔ تو عادت کسی چیز کی ہو گندی سے گندی چیز کی بھی ہو جب وہ عادت چھٹتی ہے تو بڑا تکلیف کا زمانہ ہوتا ہے اس لئے میں جانتا ہوں کہ تکلیف ہوگی سب کو شروع میں لیکن اس تکلیف کا علاج آنحضرت ﷺ نے بیان فرمادیا ہے جب غیبت کو دل چاہے تو اپنے بھائیوں کی برائی کرنے کی بجائے ان کے لئے دعا کیا کریں اور دعا ایک لذت بخشے گی آپ کو، اس دعا کے نتیجہ میں آپ کے اندر عظمت کردار پیدا ہوگی، آپ کے دل کو تسکین حاصل ہوگی اور چونکہ خلا نہیں رہ سکتا صرف بدی کو دور کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان کے مطابق دعاؤں کے ذریعہ ان بدیوں کو دور کریں اور ان بھائیوں کے لئے دعا کے ذریعہ بدیوں کو دور کریں جن بھائیوں کو آپ کی زبانیں اور آپ کے ظن نقصان پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے میں نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ جس شخص کے ہاتھ پر یہ بیعت کی جاتی ہے کہ میں بدظنی نہیں کروں گا، میں غیبت نہیں کروں گا، بہت سے بدقسمت اس شخص کو بھی بدظنی اور غیبت سے الگ نہیں رکھتے، چھوٹی چھوٹی آزمائشوں میں پڑ کر بھی بدظنی شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی مقدمے کا فیصلہ ہو تو کہنے لگ جاتے ہیں کہ اس نے یک طرفہ بات سنی ہے اس لئے یہ فیصلہ ہمارے خلاف دے دیا۔ فلاں خاندان سے تعلقات تھے اس لئے اس نے ہمارے خلاف یہ فیصلہ دے دیا۔ تو ایسی بلا ہے بدظنی کہ جس ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے کہ ہم بدظنی نہیں کریں گے اور غیبت نہیں کریں گے اسی ہاتھ کو بدظنی کے چاقوؤں سے کاٹا جاتا ہے اس لئے بہت مستعد ہونے کی ضرورت ہے اور بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ایک مہم کا عالمی سطح پر جماعت کو آغاز کر دینا چاہئے کہ ہم غیبت نہیں کریں گے اور بدظنی نہیں کریں گے اور تجسس نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

گزشتہ دو خطبات میں میں نے دعا کی طرف توجہ دلائی تھی آج پھر انہیں دعاؤں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ایک تو بارش کے لئے دعا جاری رکھیں اپنے ملک کے لئے بھی اور دوسرے دنیا کے ممالک کے لئے بھی جہاں خشک سالی ایک بہت بڑا خطرہ بن چکی ہے۔ گزشتہ جمعہ جو ہم نے دعا کی

تحریک کی تھی خاص طور پر غانا کے متعلق بہت ہی فکر تھی وہاں جماعتیں بھی بڑی تعداد میں ہیں اور بڑے دردناک واقعات وہاں سے مل رہے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا کہ اتوار کو غانا سے چلی ہوئی تار موصول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی وسیع بارش فرمائی ہے ملک میں اور بہت دل خوش ہوئے ہیں اس بارش سے۔ تو ہم بھی ان کی خوشی میں شریک ہیں اور جن ملکوں میں ابھی بارش نہیں ہوئی ان کے متعلق دعا جاری رکھیں۔

اسی طرح عربوں کے متعلق بھی خاص طور پر دعا جاری رکھیں۔ بہت ہی پیار اور محبت ہونی چاہئے عرب قوم کے لئے کیونکہ آنحضرت ﷺ اس قوم سے تشریف لائے۔ اگر سچا عشق ہو تو حضور ﷺ سے تو آپ کی قوم سے محبت تو ایک طبعی بات ہے فطرتی عمل ہے۔ کہتے ہیں لیلیٰ کے کتے سے بھی مجنوں کو پیار تھا تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہم قوموں سے ہمیں پیار نہ ہو یہ ہو ہی نہیں سکتا اس لئے عربوں کے لئے بالخصوص بہت درد سے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حالات بدل دے اور ان کی طرف سے ہم خوشیوں کی خبریں پائیں۔ (آمین)